افطار کی دعا کے وقت کے بیان میں عطر آلود دولہا

العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار

۱۳۱۲ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار

۱۲ ھ ۱۳

(افطار کی دُعا کے وقت کے بیان میں عطر آلود دُولھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ ۲۷۲ از بنارس محلہ پترکنڈہ مرسلہ مولوی محمد عبدالمجید صاحب چشتی فریدی پانی پتی ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ

ہمارے علماء رحمہم الغفار والقاسم الیٰ یوم القرار اس میں کیا فرماتے ہیں کہ دعائے افطار روزہ اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت کو بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ قبل افطار کہے، چنانچہ رسالہ تنبیہ الانام فی آداب الصیام میں ہے: اور قبل افطار کے پڑھنا اللھم لک صمت الخ سنّت ہے[1] انتہی۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وقتِ افطار کہے۔ چنانچہ رسالہ مفتاح الجنۃ مؤلفہ مولانا مولوی کرامت علی جونپوری مرحوم میں ہے: اور افطار کے وقت سنّت ہے کہ کہے اللھم لک صمت الخ[2] انتہی۔ اور کتاب

---

[1] تنبیہ الانام فی آداب الصیام

[2] رسالہ مفتاح الجنۃ، مولوی کرامت علی

جواہر الاحکام تصنیف مولوی عبداللہ معروف بہ مستان شاہ میسوری میں نقلاً عن الکفایہ ہے: مثلاً سنت وہی ہے کہ وقتِ افطار یہ دُعا کہے اللّٰھم لک صمت الخ انتہی[1]۔ اور رسالہ خیر الکلام فی مسائل الصیام مؤلفہ جناب مولوی محمد عبدالحلیم مرحوم لکھنوی میں ہے:

وقتِ افطار سنت آنست کہ بگوید اللّٰھم لک صمت الخ انتہی[2]۔

افطار کے وقت سنت یہ ہے کہ دُعا مانگے: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا الخ (ت)

اور نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مؤلفہ مولوی وحید الزماں میں ہے: اور جس وقت افطار کرے کہے اللّٰھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت یعنی اے اللہ! تیرے ہی واسطے میں نے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں، روایت کیا اس کو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انتہی[3]۔ اور رسائل ارکان اربعہ مؤلفہ مولانا ومقتدانا جناب مولوی عبدالعلی میں کے رسالہ صوم میں ہے:

وینبغی ان یقول عند الافطار اللّٰھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت لما عن معاذ بن زھرۃ قال بلغنی ان رسول اللّٰہ کان اذا افطر قال اللّٰھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت، رواہ ابوداؤد انتہی[4]۔

افطار کے وقت یہ کہنا چاہیے اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، کیونکہ حضرت معاذ بن زھرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، اسے ابوداؤد نے روایت کیا انتہی (ت)

اور رسالہ تعلیم الصیام میں ہے: معاذ بن زہرہ نے کہا حضرت (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) افطار کے وقت یوں کہتے تھے:

اللّٰھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت، رواہ ابوداؤد مرسلاً انتہی[5]۔

اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔ اسے ابوداؤد نے مرسلاً روایت کیا۔ (ت)

---

[1] جواہر الحکام، مولوی عبداللہ

[2] رسالہ خیر الکلام فی مسائل الصیام، مولوی عبدالحلیم

[3] نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ، کتاب الصوم باب مکروہات الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۶۷

[4] رسائل ارکانِ اربعہ بیان انہ لیستحب الافطار بالتمر مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۵۱

[5] رسالہ تعلیم الصیام

اور شیخ عبدالحق قدس سرہ کی مدارج النبوۃ میں ہے[1]:

و در وقتِ افطار فرمودے اللھم بك صمت الخ انتہی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افطار کے وقت فرماتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا الخ انتہی (ت)

اور انھیں کی اشعۃ اللمعات میں حدیث معاذ بن زہرہ کے ترجمہ میں ہے[2]:

بود آنحضرت چوں افطار می کرد می گفت اللھم لك صمت خداوندا برائے رضائے تو روزہ داشتہ ام وعلٰی رزقك افطرت و بر روزی تو کہ رسانیدی می کشادم روزہ را انتہی۔

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار کرتے فرماتے اللھم لك صمت اے اللہ! میں نے تیری رضا کیلئے روزہ رکھا وعلٰی رزقك افطرت اور تیرے عطا کردہ رزق پر روزہ افطار کیا انتہی (ت)

اور بعض کہتے ہیں کہ اس دُعا کو بعد افطار کہے۔ چنانچہ مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوٰۃ مؤلفہ جناب مولوی قطب الدین مرحوم دہلوی میں ہے: ابن ملک نے کہا ہے کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کلمات (یعنی اللھم لك صمت الخ) کو بعد افطار کہتے تھے[3] انتہی۔ تو ان قولوں میں صحیح قول کون سا ہے؟ اور نیز اس میں کہ وقت افطار سے مراد قبل از افطار ہے اور پہلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے یا بعد افطار اور پچھلے قول اور اس قول کا مآل واحد ہے اور نیز اس میں کہ لفظ افطرت کا ترجمہ "افطار کرتا ہوں میں" جیسا کہ مؤلف نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ نے کیا ہے صحیح ہے یا "افطار کیا میں نے" جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کیا ہے صحیح ہے؟ اور نیز اس میں کہ بر تقدیر صحت ترجمہ ثانی کے اس دُعا کا بعد افطار رہونا ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور نیز اس میں کہ زید تو کہتا ہے کہ حدیث کے لفظ اذا افطر قال اللھم لك صمت الخ (جب افطار کرتے تو فرماتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا الخ۔ ت) میں اذا حرفِ شرط ہے، افطر جملہ فعلیہ شرط ہے، قال اپنے فاعل ضمیر مستتر اور اللھم لك الخ مقولہ کے ساتھ جزا ہے۔ اور عمرو کہتا ہے اذا حرفِ شرط، افطر شرط، اور رفقد قال جزا۔ بس یہ کلام تو تمام ہوچکا اب اللھم لك صمت برأسہ اور نیز ایک دوسرا کلام ہے قال سے اس کو کچھ تعلق نہیں تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں کہ زید تو کہتا ہے کہ اللھم لك صمت الخ دُعا ہے اور عمرو کہتا ہے نہیں، کیونکہ دُعا تو وہ کلام ہوتا ہے جو کہ متضمن مضمون طلب ہو، اور یہ ایسا نہیں تو دُعا بھی نہیں، تو دونوں میں صحیح

---

[1] مدارج النبوۃ باب دہم در انواع عبادات نوع چہارم در صوم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۲۹

[2] اشعۃ اللمعات کتاب الصوم فصل ثالث " " " ۲/۸۴

[3] مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم افطار کی دعا دار الاشاعت کراچی ۲/۱۴۳

قول کس کا ہے؟ اور نیز اس میں کہ لفظ عند ظرف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ظرف زمان بمعنی وقت ہے یا ظرف مکان بمعنی نزدیک اور پاس کے؟ اور نیز اس میں کہ مولانا بحر العلوم مرحوم کے قول وینبغی ان یقول عند الافطار کا ترجمہ "اور لائق ہے یہ کہ کہے وقت افطار کے" کرنا چاہئے یا "اور لائق ہے یہ کہ کہے نزدیک افطار کے" کرنا چاہیے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مقتضائے دلیل یہ ہے کہ یہ دعا روزہ افطار کرکے پڑھے۔ **اولاً** حدیث مذکور ابی داؤد کہ ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کی:

عن معاذ بن زھرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا افطر قال الحمد للہ الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت۔[1]

حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے: سب حمد اللہ کی جس نے میری مدد فرمائی کہ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا کہ میں نے افطار کیا۔ (ت)

اور نیز ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دارقطنی نے سنن میں موصولاً یوں تخریج کی:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا افطر قال اللّٰھم لك صمنا وعلٰی رزقك افطرنا فتقبل منا انك انت السمیع العلیم۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! ہم نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔ (ت)

ونیز حدیث ابی داؤد ونسائی ودارقطنی وحاکم وغیرہم:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے

---

[1] شعب الایمان باب فی الصیام حدیث ۳۹۰۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۴۰۶
کتاب عمل الیوم واللیلۃ باب ما یقول اذا افطر حدیث ۴۷۹ معارف نعمانیہ حیدرآباد دکن ص ۱۲۸

[2] " " " " " " " ۴۸۰ " " " "
سنن الدارقطنی باب القبلۃ للصائم حدیث ۲۱ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۱۸۵

قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا افطر قال ذھب الظمأ وابتلت العروق ویثبت الاجر ان شاء اللہ تعالٰی [1]

کہ جب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم افطار کرتے تو فرماتے: پیاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اگر اللہ تعالٰے نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا (ت)

ان سب کا مفاد صریح یہی ہے افطر شرط اور قال کذا اس کی جزا، مجرد قول کہ مقولے سے معرا کرلیا جائے صلاحیت وقوع ہی نہیں رکھتا، ترتّب کہ لازم جزائیت ہے کہاں سے آئیگا، اللّٰھم کو کلام مستانف قرار دینا ایک ایسی بات ہے کہ شرح مائۃ عامل خواں بھی قبول نہ کرے گا، اور جزا شرط سے مقدم نہیں ہوتی بل یعقبہ ویترتب علیہ کما لایخفی علٰی کل من لہ ادنی مسکۃ (بلکہ جزا شرط سے مؤخر اور اس پر مترتب ہوتی ہے جیسا کہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو اس فن کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے۔ ت) اور مقارنت حقیقیہ یہاں معقول نہیں کہ عین وقتِ افطار بالاکل والشرب یعنی جس وقت کوئی مطعوم حلق سے اتارا جائے عادۃً خاص اُس حالت میں قرأت نامتیسر، لاجرم تعقیب مراد، وھو المقصود ہاں افطار بالجماع میں اقتران حقیقی مقصور مگر وُہ یہاں قطعاً مراد نہیں کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ت) یہیں سے واضح ہُوا کہ قولِ ثانی وثالث کا مآل ایک ہی ہے اور نکتہ تعبیر اشعار بعدیت متصلہ ہے کہ لفظ بعد بعدیتِ منفصلہ کو بھی شامل، اور وُہ خلافِ مقصود ہے، لہٰذا بلفظ "وقت" تعبیر کرنا فی انفصال ہو ہنگام استحالہ مقارنہ اگرچہ معاقبہ تقدم وتاخر دونوں کو متناول، مگر حالت مجازات مانع تقدم ہے، ولہذا جہاں خارج سے تقدم معلوم شرط میں تاویل ارادہ وغیرہ معمول،

کما فی قولہ عزّوجلّ اذا قمتم الی الصلٰوۃ فاغسلوا وجوھکم [2] وفی حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث [3] رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن انس

جیسا کہ اللہ عزوجل کے مبارک ارشاد میں ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو تو چہرے کو دھولو۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میں ہے: جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کہے اے اللہ! میں ناپاک وخبیث سے تیری پناہ میں آتا ہُوں۔ اسے امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت انس

---

[1] سُنن ابی داوٗد، باب القول عند الافطار، آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۲۱
سنن الدار قطنی، باب القبلۃ للصائم، نشر السنۃ ملتان ۲/۱۸۵

[2] القرآن ۵/۶

[3] جامع ترمذی، باب مایقول اذا دخل الخلاء، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۳

بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ، اما ھٰھنا فحمل "افطر" علی الارادۃ، عدول عن الحقیقۃ من دون حاجۃ تحمل علیہ ولا صارف یدعو الیہ فلا یفعل ولا یقبل۔

بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے لیکن مذکورہ صورت میں لفظ افطر کو ارادہ افطار پر محمول کرنا بے ضرورت حقیقت سے اعراض ہے اور یہاں کوئی مجاز پر قرینہ بھی نہیں، لہذا ایسا نہ کیا جائے اور نہ اسے قبول کیا جائے۔ (ت)

ثانیًا ان ادعیہ میں افطرت (میں نے افطار کیا)، افطرنا (ہم نے افطار کیا)، ذھب الظمأ (پیاس چلی گئی) ابتلت العروق (رگیں تر ہوگئیں) سب صیغے ماضی ہیں اور افطار باللفظ متصور نہیں کہ مثل عقود انشا مقصود ہو، لاجرم اخبار متعین تو تقدیم علی الافطار میں یہ سب بھی ارتکاب تجوز کے محتاج ہوں گے کہ خلافِ اصل ہے والنصوص یجب حملہا علی ظواھرھا ما لم تمس حاجۃ ولا حاجۃ (جب تک کوئی مجبوری نہ ہو نصوص کو ظاہر پر ہی محمول کرنا چاہئے اور یہاں کوئی ضرورت ومجبوری نہیں۔) یہاں سے یہ بھی ظاہر ہُوا کہ ترجمہ حضرت شیخ محقق نوراللہ مرقدہ الشریف ہی صحیح ہے اور "افطار کرتا ہوں" بلاوجہ حقیقت سے عدول۔ طرفہ یہ کہ اب بھی حاجت تجوز باقی۔

لماقد منا من امتناع المقارنۃ فلابد من تاویل الحال بالاستقبال والافطار بالارادۃ۔

کیونکہ ہم نے پہلے بیان کردیا کہ یہاں مقارنتِ اتصال ممتنع ہے لہذا حال کو بمعنی استقبال اور افطار بمعنی ارادہ افطار کیا جائے گا۔ (ت)

ثالثًا مرسل ابن السنی وبیہقی میں لفظ الحمد للہ اور مؤید تاخیر کہ حمد بعد اکل معہود ہے جس طرح قبلِ اکل تسمیہ۔

رابعًا یہ تو ظاہر ہے اور شاید مدعیِ تقدیم کو بھی مسلّم ہو کہ یہ دُعائیں دن میں پڑھ لینے کی نہیں کہ ہنوز وقتِ افطار بھی نہ آیا اب اگر عمرو بعد غروب شمس یہ دُعائیں پڑھ کر افطار کرے اور زید بعد غروب فورًا افطار کرکے پڑھے تو دیکھا چاہئے کہ اس میں کس کا فعل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے، حدیث شاہد عدل ہے کہ فعل زید زیادہ پسند حضرت جل وعلا ہے کہ رب العزت تبارک وتعالٰی فرماتا ہے:

ان احب عبادی الی اعجلھم فطرا[1]، رواہ الامام احمد و

مجھے اپنے بندوں میں وُہ زیادہ پیارا ہے جو اُن میں سب سے زیادہ جلدا فطار کرتا ہے (اسے

---

[1] جامع ترمذی باب ماجاء فی تعجیل الافطار امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۸۸

والترمذی وحسنه وابن خزیمة وحبان فی صحیحه عن ابی ھریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم عن ربه تعالٰی وتقدس۔

امام احمد اور ترمذی نے حسن کہا۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اور آپ نے اللہ تبارک و تعالٰی سے ذکر کیا، یعنی یہ حدیث قدسی ہے۔ (ت)

شک نہیں کہ صورتِ مذکورہ میں زید کا افطار جلد تر ہوا تو یہی طریقہ زیادہ پسند و مرضیِ ربِّ اکبر ہوا جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ یہ دُوسرا مؤید ہے اس کا کہ وقت الافطار و بعد الافطار کا مآل واحد ہے کہ جب افطار غروب شمس کے بعد جلد ہو تو احب و افضل، اور مقارنت افطار و دُعا نا متیسر اور پیش از غروب وقت افطار معدوم، تو یہی صورت بعدیت متصلہ ہی مقصود و مفہوم۔

خامساً فعل اقدس حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتانے والے بھی اسی کا انکار کرتے ہیں، عادتِ کریمہ تھی کہ قریب غروب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جاکر آفتاب کو دیکھتا رہے، وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے، اُدھر اس نے عرض کی کہ سُورج ڈوبا ادھر حضورِ والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خُرما وغیرہ تناول فرمایا۔

الحاکم وصححه عن سهل بن سعد و الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللّٰه تعالٰی عنهما وھذا حدیث سهل قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم اذا کان صائما امر رجلا اوفی علی نشز فاذا قال غابت الشمس افطر[1] ولفظ حدیث ابی الدرداء امر رجلا یقوم علی نشز من الارض فاذا قال قد وجبت الشمس افطر[2]، و

حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کرکے صحیح کہا اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ حدیث سہل کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب روزہ دار ہوتے تو کسی شخص کو بلند جگہ پر جاکر چاند دیکھنے کا حکم فرماتے، جب وہ کہتا سورج ڈوب گیا ہے، تو پھر افطار فرماتے۔ حدیث ابوالدرداء کے الفاظ یہ ہیں کسی شخص کو حکم دیتے زمین کے اونچے مقام پر کھڑے ہوکر سُورج دیکھو جب وہ کہتا سورج ڈوب

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الصوم دارالفکر بیروت ۱/۴۳۴

[2] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی کبیر دار الکتاب العربی بیروت ۳/۱۵۵

فی کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ للامام العارف سیدی عبدالوھاب الشعرانی قدس سرہ الربانی کانت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا تقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو صائم یترصد غروب الشمس بتمرۃ فلما توارت القاھا فی فیہ[1]۔

گیا ہے تو آپ افطار فرماتے۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ للامام عارف سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بیان یوں منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے ہیں، جیسے ہی وہ ڈوبا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی۔ (ت)

یہ تینوں حدیثیں بھی اُس تقدیم افطار کا پتا دیتی ہیں کہ اخبار و افطار میں اصلاً فصل نہ تھا کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) لاجرم تصریح فرمائی کہ یہ دُعا افطار کے بعد واقع ہُوئی، مولانا علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور ابی داؤد فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا افطر قال ای دعا وقال ابن الملک ای قرأ بعد الافطار[2] الخ۔

رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے یعنی دُعا فرماتے، ابن الملک نے کہا کہ آپ افطار کے بعد یہ کلمات پڑھتے الخ (ت)

اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اللھم لک صمت الخ دُعا ہے۔ دُعا کے معنی پکارنا، اور اللھم سے بہتر کون سا پکارنا ہوگا، بلکہ اسی مرقاۃ میں تصریح فرمائی کہ کل ذکر دعا وکل دعا ذکر[3] (ہر ذکر دعا ہے اور ہر دُعا ذکر ہے۔ ت) صحیح بخاری شریف میں باب وضع کیا، باب الدعاء بعد الصلاۃ (نماز کے بعد دُعا کے بارے میں باب) اور اسی میں حدیث لائے:

تسبحون فی دبر کل صلوٰۃ عشرا وتحمدون عشرا وتکبرون عشرا[4]۔

تم ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ اور دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر کہو۔ (ت)

یونہی باب الدعا اذا ھبط وادیا (یہ باب اس بارے میں ہے کہ جب کسی وادی میں اُترے تو دُعا کرے۔ ت) میں حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف اشارہ کیا،

---

[1] کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ | کتاب الصوم | دار الفکر بیروت | ۱/۲۵۵
[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | " | مکتبہ امدادیہ ملتان | ۴/۲۵۸
[3] " " " | کتاب الدعوات | المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ | ۵/۱۳۵
[4] صحیح بخاری | الدعاء بعد الصلوٰۃ | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۲/۹۳۷

قال کنا اذا صعدنا کبرنا و اذا نزلنا سبحنا۔[1]

جب ہم اُوپر چڑھتے تو اللہ اکبر اور جب نیچے اُترتے تو سُبحان اللہ کہتے (ت)

یُوں ہی باب الدعا اذا اراد سفرا او رجع (یہ باب اس بارے میں ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے لوٹے تو دُعا کرے۔ ت) میں حدیث یکبر علی کل شرف الخ[2] (آپ ہر بلندی پر تکبیر کہتے۔ ت) لائے بلکہ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے احادیث کثیرہ میں ذکر کو دُعا فرمایا، صحیحین میں ہے:

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر فکنا اذا علونا کبرنا فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایھا الناس اربعوا علٰی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا ولکن تدعون سمیعا بصیرا۔[3]

حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ سفر رہتے تھے جب ہم بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے، حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو سننے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو۔ (ت)

جامع ترمذی میں ہے:

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر الدعاء دعاء یوم عرفۃ و خیر ما قلت انا والنبیون من قبلی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیئ قدیر قال الترمذی حدیث حسن غریب[4] قال المناوی خیر ما قلت ای مادعوت۔[5]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دُعا یوم عرفہ کی دُعا ہے، اور سب سے بہتر یہ دُعا ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے مانگی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک و حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، مناوی نے "خیر ما قلت" کا ترجمہ "جو میں نے دعا کی" کیا ہے۔ (ت)

---

[1] صحیح بخاری باب التسبیح اذا ھبط وادیا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۲۰
[2] " باب الدعا اذا اراد سفرا " ۲/۹۴۴
[3] " باب الدعاء اذا علا عقبۃ "
[4] جامع الترمذی باب فی فضل لاحول ولاقوۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۹۸
[5] التیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث خیر الدعاء مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۵۲۵

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابنِ حبان، حاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ۔[1] حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر ذکر لا الٰہ الا اللہ اور افضل دعا الحمد للہ ہے۔ ترمذی نے اسے حسن کہا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ (ت)

معہذا کنایہ تصریح سے ابلغ ہے اللھم لک صمت (اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا۔ ت) کہنے والا اخلاص عبادت لوجہ اللہ عرض کرتا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔[2]

اللہ تعالٰے کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

الصوم لی وانا اجزی بہ۔[3] (روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ ت)

پھر علٰی رزقک افطرت (تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔ ت) کہہ کر شکرِ نعمت بجالاتا ہے۔ اور رب جل وعلا فرماتا ہے:

ولئن شکرتم لازیدنکم۔[4] (اگر تم شکر کرو تو میں تمہارے لیے اضافہ کروں گا۔ ت)

اگر دو شخص بادشاہ کے درِ دولت پر حاضر ہوں، ایک عرض کرے اے بادشاہ! مجھے یہ دے۔ دوسرا عرض کرے اے بادشاہ! میں تیرا فرمان سر آنکھوں سے بجالاتا ہوں اور تیرا ہی دیا کھاتا ہوں انصاف کیجئے۔ حُسنِ طلب کس کا حصّہ ہے ؎

أأذکر حاجتی ام قد کفانی	حیاؤک ان شیمتک الحیاء
اذا اثنی علیک المرء یوما	کفاہ من تعرضک الثناء
کریما لا یغیرہ صباح	عن الخلق الکریم ولا مساء

(کیا میں اپنی حاجت ذکر کروں یا آپ کا حیاء ہی میرے لیے کافی ہے، جو آپ کا زیور ہے۔

---

[1] جامع ترمذی باب ان دعوۃ المسلم مستجابۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷۴

[2] القرآن ۹/۱۲۰

[3] مشکوٰۃ کتاب الصوم الفصل الاول مجتبائی دہلی ص ۱۷۳

[4] القرآن ۱۴/۷

41

جب کسی دن کسی نے آپ کی تعریف کی تو آپ کی ثنا کا روشن ہونا ہی اس کیلئے کافی تھا،
ایسا کریم کہ صبح وشام مخلوق کو نوازتے ہُوئے کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا)

بالجملہ قابل قبول ومؤید بالمعقول والمنقول وہی قول ثانی وثالث ہے اور وقت الافطار وعند الافطار وبعد الافطار وہنگامِ افطار ونزدیکِ افطار وپس افطار، سب کا حاصل ایک ہی ہے، نزدیک ترجمۂ عند ہے، اور عند خواہ ظرف مکان ہو کما افادہ فی الاتقان[1] الشریف (جیسا کہ اتقان شریف میں ہے۔ت) خواہ ظرف زمان ومکان دونوں کما نص علیہ فی القاموس[2] (جیسا کہ اس پر قاموس میں تصریح ہے۔ت) امتیاز بحسب مدخول علیہ[3] کما بینہ فی تاج العروس (جیسا کہ اس کی تفصیل تاج العروس میں ہے۔ت) مگر شک نہیں کہ زمان، زمانی پر داخل ہو کر افادہ قربِ زمان ہی کرے گا، کوئی عاقل نہ کہے گا کہ عند الصبح کا حاصل قرب مکان صبح ہے، اصل یہ کہ وضع عند قرب مطلق کے لیے ہے، حسی ہو یا معنوی، کما صرح بہ فی مسلم الثبوت[4] وشرح الکافیۃ للرضی وغیرھما من المعتبرات (جیسا کہ مسلم الثبوت، شرح کافیہ للرضی اور دیگر معتبر کتب میں اس پر تصریح کی ہے۔ت) مکانیات سے قربِ مکانی ہوگا، زمانیات سے قربِ زمانی، متعالی عن المکان والزمان سے قربِ مکانت، کما فی قولہ تعالٰی عند ملیک مقتدر[5] (جیسا کہ اللہ تعالٰی کے ارشاد گرامی میں ہے: (عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔ت) تو نظر باصل معنی کہ عند لغت میں بمعنی جانب وناحیہ تھا کما فی القاموس[6] (جیسا کہ قاموس میں ہے۔ت) اور اتحاد جہت مستلزم قرب، اور وہ ہنگام حقیقت قرب مکانی کہ جہۃ حقیقیہ مختص بمکانیات ہے، اُسے ظرف مکان کہیں صحیح اور نظر بحال کہ یہ قربِ حسی ومعنوی سب کو شامل ہو کر زمانیات کو بھی متناول ہوگیا ظرف زمان ومکان دونوں کہیں بھی صحیح،

ھذا ما ظھر لی ولہ استعمالات اُخر یہ تمام وُہ تھا جو مجھ پر آشکار ہوا اس کے دیگر استعمالات

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن النوع الاربعون فی معرفۃ معانی الادوات مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۵

[2] القاموس المحیط تحت فصل العین باب الدال مصطفی البابی مصر ۱/۳۳۰

[3] تاج العروس 〃 〃 〃 احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۴-۴۳۵

[4] مسلم الثبوت مسائل ادوات التعلیق مطبع انصاری دہلی ص ۶۸

[5] القرآن ۵۴/۵۵

[6] القاموس المحیط تحت فصل العین باب الدال احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۰

منسلخ فیھا عن معنی الظرفیة کالحکم و الاعتقاد کقولك ھذا عند ابی حنیفة و الفضل و الاحسان کقولہ تعالٰی فان اتممت عشرا فمن عندك[1] وغیر ذٰلك کما ذکرہ الحریری فی درة الغواص لیس ھذا مقام تفصیلھا۔

بھی ہیں جو معنی ظرفیت کے علاوہ ہیں، مثلاً حکم اور اعتقاد جیسا کہا جائے یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے یا بمعنی فضل و احسان کے مثلاً اللہ تعالٰی کا مبارک فرمان ہے پس اگر آپ دس مکمل کریں تو تمھارا احسان ہے، ان کے علاوہ دیگر معانی بھی ہیں جنھیں حریری نے درة الغواص میں ذکر کیا ہے لیکن یہ مقام تفصیل نہیں (ت)

معانی از قبیل ثانی ہیں اور افطار منجملہ معانی تو اس سے مراد وہی قرب زمانی، ہر ذی عقل جانتا ہے کہ عند الافطار کے معنی حین الافطار ہیں نہ کہ فی مکان الافطار ای مکان کان فیہ المفطر حین افطر والا فالافطار لیس مما یحل فی المکان (افطار کے وقت جہاں افطار کرنے والا ہو ورنہ افطار خود مکان میں حلول نہیں کرتا۔ت) کیا آج اگر کسی شخص نے ایک جگہ روزہ افطار کیا اور چھ مہینے بعد آکر اس جگہ پر دعاء مذکور پڑھ لے یا چار پہر تک وہیں بیٹھا رہا صبح کو دعا پڑھے تو یقول عند الافطار (افطار کے وقت کہے۔ت) کا حکم ادا ہوگیا کہ آخر مکان تو وہی ہے، لاجرم ماننا پڑے گا کہ یہاں عند سے اتحاد زمان ہی مفاد اور اتحاد سے وہی تعقیب متصل مراد، یہ سب واضحاتِ جلیلہ ہیں جن کی اضاحت گویا وقت کی اضاعت، مگر کیا کیجئے کہ بعد وہم واہم و ورود سوال حاجتِ ازاحت۔

ان تقریرات سے بحمد اللہ تعالٰی تمام سوالوں کا جواب ہوگیا اور روشن طور پر منجلی ہوا کہ مقتضائے سنّت یہی ہے کہ بعد غروب جو خرمے یا پانی وغیرہ پر قبل از نماز افطار معجل کرتے ہیں اُس میں اور علم بغروب شمس میں اصلاً فصل نہ چاہئے یہ دعائیں اس کے بعد ہوں، ہاں کبھی افطار مقابلِ سحور اس کھانے کو کہتے ہیں جو صائم شام کو کھاتا ہے۔

ابن خزیمة فی صحیحه و من طریقه البیھقی و ابوالشیخ بن حبان فی الثواب عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنه یرفعه الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی فضائل شھر رمضان قال من فطر فیه صائما کان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته

ابن خزیمہ نے صحیح میں، اور اسی طریق سے بیہقی نے اور ابوالشیخ بن حبان نے الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فضائلِ رمضان کے بارے میں مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہ معاف اور اس کی گردن جہنم سے آزاد

---

[1] القرآن ۲۸/ ۲۷

من النار، وكان له مثل اجره من غير ان
ينقص من اجره شئ، قالوا يارسول الله ليس
كلنا يجد ما يفطر الصائم[1] الحديث و في
رواية ابي الشيخ فقلت يارسول الله افرأيت
من لم يكن ذٰلك عنده؟ قال فقبضة من
طعام، قلت افرأيت ان لم يكن عنده، لقمة
خبز قال فمذقة من لبن قال افرأيت ان لم
يكن عنده، قال فشربة من ماء[2] وفي
حديث ابي داؤد وغيره بسند صحيح عن انس
رضي الله تعالٰى عنه ان النبي صلى الله تعالٰى
عليه وسلم جاء الى سعد بن عبادة
فجاء بخبز وزيت فاكل ثم قال النبي صلى الله
عليه وسلم افطر عندكم الصائمون و اكل
طعامكم الابرار وصلت عليكم الملٰئكة[3] و في
لفظ افطرنا مرة مع رسول الله صلى الله
تعالٰى عليه وسلم فقربوا اليه زيتا فاكل و
اكلنا حتى فرغ قال اكل طعامكم الابرار
وصلت عليكم الملٰئكة وافطر عندكم
الصائمون۔

ہوجائے گی، اور اس کے لیے روزہ دار کے برابر اجر
ہوگا اور روزہ دار کے اجر میں بھی کمی نہ ہوگی۔ صحابہ نے
عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو
روزہ دار کو سیر ہوکر کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتے
الحدیث۔ اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے میں نے عرض
کیا یارسول اللہ! اس کے بارے میں کیا حکم ہے جس
کے پاس اتنا نہ ہو؟ فرمایا تو ایک مُٹھی طعام سہی۔ میں
نے عرض کیا اگر اس کے پاس روٹی کا ٹکڑا نہ ہو؟
فرمایا دُودھ کا گھونٹ۔ عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا
پانی کا گھونٹ پیش کرے۔ اور ابوداؤد وغیرہ میں
سندِ صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سعد بن
عبادہ کے پاس آئے انھوں نے روٹی اور زیتون پیش
کیا آپ نے تناول کیا اور فرمایا تمھارے پاس روزہ داروں
نے افطار کیا، تمھارا کھانا ابرار نے کھایا اور تم پر ملائکہ نے
رحمت کی دعا کی۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ایک
دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے
ساتھ افطاری کی آپ کی خدمت اقدس میں زیتون
پیش کیا گیا آپ نے اور ہم سب نے تناول کیا جب
فارغ ہوئے تو فرمایا: تمھارے کھانے کو نیک لوگوں نے کھایا تمھارے لیے ملائکہ نے دعا کی اور تمھارے

---

[1] صحیح ابن خزیمۃ باب فضائل شہر رمضان المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۹۲
[2] کنز العمال بحوالہ حب حدیث ۲۳۶۵۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۸/ ۴۶۰
الترغیب والترہیب بحوالہ ابن حبان فی کتاب الثواب الترغیب فی اطعام الطعام مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۴۴
[3] سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۲

پاس روزہ داروں نے افطار کیا۔ (ت)

اسی طعامِ شام سے پہلے ایک دُعا وارد ہُوئی ہے اُس میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں :

الدار قطنی فی الافراد عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا قرب الٰی احدکم طعامہ وھو صائم فلیقل بسم اللہ والحمد للہ اللھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت وعلیک توکلت سبحٰنک وبحمدک تقبل منّی انک انت السمیع العلیم[1]

امام دارقطنی نے افراد میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمھارے پاس کھانا لایا جائے اور تم حالتِ روزہ میں ہو تو یہ کلمات کہو اللہ کے نام کے ساتھ شروع، تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا اور تجھ پر توکّل کیا، تیری ذات مقدس ہے اور حمد تیری ہے، مجھ سے قبول فرمالے، بیشک تُو سُننے اور جاننے والا ہے"۔ (ت)

حدیث طبرانی :

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا افطر قال بسم اللہ اللھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے: "اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا"۔ (ت)

میں کہ ظاہر تسمیہ مشعر تقدیم ہے، اگر افطار سے یہی طعام شام بمعنی مذکور مراد، جب تو امر واضح ہے، ورنہ وہ بسببِ شدتِ ضعف قابلِ احتجاج نہیں، اس کی سند میں داؤد بن الزبرقان متروک ہے۔

قال فی التقریب التھذیب متروک و کذبہ الازدی[3] اھ قلت

التقریب التہذیب میں ہے کہ یہ متروک ہے اور ازدی نے اسے کاذب کہا ہے اھ میں کہتا ہوں

---

[1] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۲۳۸۷۳ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب ۸/ ۵۰۹

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی اوسط باب مایقول اذا افطر دار الکتاب بیروت ۸/ ۱۵۶

[3] تقریب التہذیب تحت حرف الدال دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۷۹

وکذا الجوزجانی کما فی المیزان۔ جوزجانی نے بھی کہا ہے، جیسا کہ میزان میں ہے۔ (ت)

یہ اس مسئلہ میں آخر کلام ہے، امید کرتا ہوں کہ یہ تحقیق و تفصیل اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی، وللہ الحمد وبہ التوفیق ایاہ نسأل ھدایۃ الطریق، واللہ سبحانہ و تعالٰی اعلم۔